اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کی نئی عبادت گاہ کی تعمیر کا حکم

مقالہ نگار

ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق

یہ مقالہ ٹیری ضلع کرک میں ہندوؤں کے مندر کو گرائے جانے کے تناظر میں لکھا گیا ہے۔

اسلامک ریسرچ فورم

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو نئی عبادت گاہوں کی تعمیر

الحمد لله رب العالمين الرحمنِ الرحيم مَلِكِ يومِ الدين.والحمد لله الذي هدانا لهذا، وما كنّا لنهتديَ لولا أنْ هدانا الله.وصلى الله وسلم وبارك على سيدنا ومولانا محمدٍ، رسول الله وخيرته من خلقه، خاتم النبيين، وأشرف المرسلين.وعلى آله وأصحابه ومن تبعهم بإحسانٍ إلى يوم الدين۔

اسلام ایک مکمل دین ہے۔ اسلام نے تمام افراد کے حقوق کو متعین کر دیا ہے۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو مذہبی، معاشرتی اور نجی زندگی اپنے مذہب کے مطابق گزارنے کی اجازت ہے، اسلام دین فطرت ہے۔ ریاست میں جبر واکراہ کے ذریعے سے لوگوں عقیدہ چھوڑنے کی ممانعت ہے۔ اسلام میں غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کا تحفظ اسلامی ریاست کے فرائض میں سے ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے:

وَلَوْ لَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللهِ كَثِيْرًا.[1]

"اور اگر اللہ انسانی طبقات میں سے بعض کو بعض کے ذریعے ہٹاتا نہ رہتا تو خانقاہیں اور گرجے اور کلیسے اور مسجدیں (یعنی تمام ادیان کے مذہبی مراکز اور عبادت گاہیں) مسمار اور ویران کر دی جاتیں جن میں کثرت سے اللہ کے نام کا ذکر کیا جاتا ہے."

امام ابو بکر الجصاص "احکام القرآن" میں درج بالا آیت کی تفسیر میں امام حسن بصری کا قول نقل کیا ہے۔ اس میں غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو مسمار کرنے کی ممانعت ہے۔

يَدْفَعُ عَنْ هَدْمِ مُصَلَّيَاتِ أَهْلِ الذِّمَّةِ بِالْمُؤْمِنِيْنَ.[2]

---

[1] الحج، 40:22

[2] الجصاص، ابو بکر احمد بن علی الرازی، احکام القران، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ج 3، ص 320

”اللہ تعالیٰ مومنین کے ذریعے غیر مسلم شہریوں کے کلیساؤں کا انہدام روکتا ہے۔(یعنی مسلمانوں کے ذریعے ان کی حفاظت فرماتا ہے.“

عہد نبوی میں ایک طرف غیر مسلموں کو مسجد نبوی میں رہنے کی اجازت دی گئی تو دوسری طرف اہلِ نجران سے ہونے والا معاہدہ غیر مسلموں کے لئے مذہبی تحفظ اور آزادی کے ساتھ ساتھ جملہ حقوق کی حفاظت کے تصور کی عملی ثبوت ہے. اِس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تحریری حکم جاری فرمایا:

وَلِنَجْرَانَ وَحَاشِيَتِهَا ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللهِ، عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَمِلَّتِهِمْ وَأَرْضِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَمِلَّتِهِمْ وَرهبانيتهم وأساقِفَتِهِمْ وَغَائِبِهِمْ وَشَاهِدِهِمْ وَغَيْرِهِمْ وَبَعْثِهِمْ وَاَمْثِلَتِهِمْ، لَا يُغَيَّرُ مَا كَانُوْا عَلَيْهِ، وَلَا يُغَيَّرُ حَقٌّ مِنْ حُقُوقِهِمْ وَأَمْثِلَتِهِمْ، لَا يُفْتَنُ أُسْقُفٌ مِنْ أُسْقُفِيَتِهِ، وَلَا رَاهِبٌ مِنْ رَهْبَانِيَتِهِ، وَلَا واقف مِنْ وقافيته، عَلَى مَا تَحْتَ أَيْدِيْهِمْ مِنْ قَلِيْلٍ أَوْ كَثِيْرٍ، وَلَيْسَ عَلَيْهِمْ رَهَقٌ.[3]

”اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اہلِ نجران اور ان کے حلیفوں کے لیے اُن کے خون، ان کی جانوں، ان کے مذہب، ان کی زمینوں، ان کے اموال، ان کے راہبوں اور پادریوں، ان کے موجود اور غیر موجود افراد، ان کے مویشیوں اور قافلوں اور اُن کے استھان (مذہبی ٹھکانے) وغیرہ کے ضامن اور ذمہ دار ہیں. جس دین پر وہ ہیں اس سے ان کو نہ پھیرا جائے گا. ان کے حقوق اور اُن کی عبادت گاہوں کے حقوق میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے گی. نہ کسی پادری کو، نہ کسی راہب کو، نہ کسی سردار کو اور نہ کسی عبادت گاہ کے خادم کو-خواہ اس کا عہدہ معمولی ہو یا بڑا- اس سے نہیں ہٹایا جائے گا، اور ان کو کوئی خوف وخطر نہ ہو گا.“

مذکورہ بالا معاہدہ میں غیر مسلموں سے معاہدہ کیا گیا اور ان کی عبادت گاہوں کو تحفظ فراہم کرنے کی ضمانت دی گئی۔ لہذا کوئی بھی اسلامی ریاست معاہدہ کرتی ہے تو اس کی پاسداری کرنی چاہئے۔

[3] أبو عبيد قاسم، كتاب الاموال: 244، 245، رقم: 503

مسلمانوں کے ہر دور خلافت میں، ریاست کی طرف سے غیر مسلموں سے بھلائی کے واقعات ملتے ہیں۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی اپنے دورِ خلافت میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق کے تحفظ اور ان کی عبادت گاہوں کو نہ گرانے کا فرمان جاری فرماتے ہیں:

وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَلَا تَعْصَوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ... وَلَا تَغْرِقُنَّ نَخْلًا وَلَا تُحْرِقُنَّهَا، وَلَا تَعْقِرُوْا بَهِيْمَةً وَلَا شَجَرَةً تُثْمِرُ، وَلَا تَهْدِمُوْا بِيْعَةً، وَلَا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ وَلَا الشُّيُوْخَ وَلَا النِّسَاءَ. وَسَتَجِدُوْنَ أَقْوَامًا حَبَسُوْا أَنْفُسَهُمْ فِی الصَّوَامِعِ، فَدَعُوْهُمْ، وَمَا حَبَسُوْا أَنْفُسَهُمْ لَهُ.[4]

’’خبر دار! زمین میں فساد نہ مچانا اور احکامات کی خلاف ورزی نہ کرنا. کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ انہیں جلانا، چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا اور نہ پھلدار درختوں کو کاٹنا، کسی عبادت گاہ کو مت گرانا اور نہ ہی بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل کرنا. تمہیں بہت سے ایسے لوگ ملیں گے جنہوں نے گرجاگھروں میں اپنے آپ کو محبوس کر رکھا ہے اور دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینا.‘‘

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے ایک حکم نامہ جاری کیا تھا۔

أَنْ لَا تَهْدِمُوْا كَنِيْسَةً وَلَا بِيْعَةً وَلَا بَيْتَ نَارٍ.[5]

’’کسی گرجا، کلیسا اور آتش کدہ کو مسمار نہ کرو.‘‘

الغرض اسلام میں غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کے تحفظ کا حکم دیا گیا ہے۔ اب سوال طلب امر یہ ہے کہ کیا اسلامی ریاست میں غیر مسلم اپنی نئی عبادت گاہ بھی بنا سکتے ہیں یا نہیں؟ اس سلسلہ میں فقہاء نے اسلامی ریاست کے شہروں کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

"مسلمانوں کے نئے آباد کردہ شہر"

فقہاء نے صراحتاً لکھا ہے کہ ان شہروں میں غیر مسلم عبادت گاہ تعمیر نہیں کر سکتے ہیں۔ اس پر حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

---

4 مالک، الموطا، 2: 448، رقم: 966

5 ابن القیم، احکام اهل الذمة، 3: 1200

أيما مصر مصرته العرب فليس للعجم ان يبنوا فيه بناء بيعة ولا يضربوا فيه ناقوسا ولا يشربوا فيه خمراً ولا يتخذوا فيه خنزيراً،[6]

جن شہروں کو مسلمانوں نے آباد کیا ہے ان میں ذمیوں کو یہ حق نہیں ہے کہ نئ "عبادت گاہیں" (کلیسے گرجے وغیرہ) تعمیر کریں، یا ناقوس بجائیں، شرابیں پیئیں اور سور کی افزائش کریں۔

مطلب یہ ہے اسلامی ریاست کے بنائے گئے شہروں میں غیر مسلموں کا داخلہ بند کیا گیا ہے۔

"بزور طاقت فتح ہونے والے شہر"

جنگ یا جہاد کے نتیجہ میں فتح ہونے والے شہروں میں غیر مسلم نئ عبادت گاہ تعمیر نہیں کر سکتے ہیں۔ البتہ احناف کے نزدیک پرانی عبادت گاہوں کو نہیں گرایا جائے گا۔ اور نہ ہی اقلیتوں کو ان میں عبادت کی اجازت دی جائے بلکہ مسلمان انہیں اپنے دیگر کاموں میں استعمال کریں۔[7]

"صلح / معاہدہ کے نتیجہ میں فتح ہونے والے شہر"

ایسے شہروں میں غیر مسلموں کی پرانی عبادت گاہیں موجود رہیں گیں۔ اور ان کی دوبارہ تعمیر کی بھی اجازت ہو گی۔ لیکن نئ عبادت گاہوں کی معاہدہ کی رو سے اجازت ہو گی۔

ابن قدامہ نے لکھا ہے کہ اگر معاہدہ کی رو سے ان کو زمین یا گھر کی حق ملکیت کا حق دیا گیا ہے تو وہ عبادت نئ بھی تعمیر کر سکتے ہیں۔ اور اگر صلح اس بات ہر ہوئی کہ زمین کا حق ملکیت مسلمانوں کا ہی ہو گا تو اس صورت میں ان کو عبادت گاہ تعمیر کرنے کی اجازت معاہدہ صلح کی رو سے دی جائے گی۔لکھتے ہیں۔

الثالث: ما فتح صلحًا وهو نوعان: أحدهما أن نصالحهم على أن الأرض لهم ولنا الخراج عنها، فلهم إحداث ما يحتاجون فيها؛ لأن الدار لهم، الثاني: أن نصالحهم على أن الدار للمسلمين ويؤدون الجزية إلينا، فالحكم في البيع والكنائس على ما يقع عليه الصلح معهم من إحداث ذلك وعمارته؛[8]

اور اگر شہروں پر مذکورہ تقسیم کے حوالہ سے اختلاف ہو جائے تو اس سلسلہ میں امام سرخسی ایک اصول لکھتے ہیں۔

---

[6] ابن ابي شيبه، المصنف، 6 : 467، رقم : 32982

[7] البناية في شرح الهداية - ج 6 ص 682، دار الفكر ١٩٩٠(

[8] ابن قدامہ،المغنی،ج10 ،ص 609

[فإن كانت لهم كنيسة قديمة في مصر من أمصار المسلمين فأراد المسلمون منعهم من الصلاة فيها فقالوا: نحن قوم من أهل الذمة صالحنا على بلادنا، وقال المسلمون: بل أخذنا بلادكم عنوة ثم جعلتم ذمة، وهو أمر قد تطاول فلم يدر كيف كان، فإن الإمام ينظر في ذلك، هل يجد فيه أثرًا عند الفقهاء؟ ويسأل أصحاب الأخبار كيف كان أصل هذه الأرض؟ فإن وجد فيه أثرا عمل به.. فإن لم يوجد في يد الفقهاء أثر في ذلك أو كانت الآثار فيه مختلفة، فإن الإمام يجعلها أرض صلح][9]

اور اگر مسلمانوں کے شہروں میں ایک قدیم کنیسہ (گرجاگھر) ہو اور مسلمانوں کا ارادہ ہو کہ غیر مسلموں کو ان میں عبادت سے منع کر دیا جائے، جبکہ غیر مسلم یہ کہیں ہم اہل ذمہ ہیں اور ہم نے صلح کی ہے۔ جبکہ مسلمان یہ دعوی کرتے ہوں کہ ہم بذریعہ جہاد یہ شہر حاصل کیا ہے۔ تو اس صورت میں خلیفہ فقہاء سے معلومات لے ،پس اگر کوئی آثار یا معلومات ملیں تو اس کے مطابق فیصلہ کرے، اور اگر آثار (ودلائل) میں اختلاف ہو تو اس شہر کو زمین صلح قرار دے۔ (جس کے نتیجہ میں گرجاگھر گرنا منع ہے)

پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلع کرک کی تحصیل بانڈہ داؤد شاہ کے علاقے ٹیری میں مشتعل افراد اور مظاہرین نے مندر میں توڑ پھوڑ بھی کی ہے۔ اب ٹیری، ضلع کرک کے مندر کے گرائے جانے کے حوالہ سے جو معلومات ہم تک میسر ہو سکی ہیں۔ ان کے مطابق یہ زمین قیام پاکستان سے قبل ہندوؤں کی ملکیت تھی اور یہاں کے ہندو قیام پاکستان کے وقت چلے گئے تھے۔ پاکستان میں مشرف دور میں ہندوؤں کو اپنی زمینوں کی دوبارہ حق ملکیت کی اجازت دی گئی اور انہوں نے سپریم کورٹ کی اجازت سے اس مندر کی تعمیر شروع کی ہے۔

موجودہ مذکورہ بالا فقہائے کرام کی تصریحات کی روشنی میں یہ معلوم کرنا ہے کہ پاکستان کے تمام علاقہ جات مذکور کون سی اقسام میں داخل ہیں۔ پہلی دو قسموں میں تو داخل نہیں ہے کیونکہ نہ تو نئے سرے سے مسلمانوں نے آباد کئے ہیں اور نہ ہی جہاد یا جنگ کے نتیجہ میں پاکستان کے علاقہ جات فتح ہوئے ہیں۔ قیام پاکستان

---

[9] السرخسي ، شمس الأئمة "شرح السير الكبير" (1/ 1550-1551، ط. الشركة الشرقية

ایک سیاسی معاہدہ (قانون آزادی ہند) کی رو سے معرض وجود میں آیا ہے۔ قیام پاکستان کے وقت حکومت برطانیہ نے مسلم لیگ اور کانگریس کے مابین تقسیم ہند کا معاہدہ کرواکے برطانوی پارلیمنٹ سے قانون آزادی ہند منظور کروایا۔ جس میں نئے آئین کے آنے تک حکومت کے معاملات 1935 کے ایکٹ کے تحت چلائے جائیں گیں۔

لہذا فقہائے کرام کی شہروں سے متعلق بیان کردہ تقسیم میں سے تیسری قسم کے احکامات کا اطلاق پاکستانی علاقوں پر ہوگا۔ اور وہ تیسری قسم یعنی وہ علاقے جو کسی معاہدہ یا صلح کے نتیجہ میں حاصل کئے ہوں۔ چونکہ پاکستان ایک معاہدہ اور صلح سے حاصل ہوا ہے اور آئین پاکستان غیر مسلموں کو عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی اجازت بھی دیتا ہے۔ لہذا پاکستان میں حکومت کی اجازت کے بغیر مندر گرانا جائز نہیں ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق